افسانہ:۔ انمول

تحریر:۔ عفیفہ فاطمہ

NOVEL HUT

All rights are reserved by the author , you can't copy or

steal any of the scenes written in this novel .

If you do so, serious action will be taken .

JazakAllah

NOVEL HUT

انتساب:۔

یہ افسانہ ہر اس عورت کے نام جو اللہ تعالیٰ کی بنائی گئی حدود میں رہ کر بلندیوں کو چُھونا چاہتی ہے۔

★★★★★★★★★

NOVEL HUT

وہ اس وقت پوڈیم کے اس پار کھڑی تھی۔ سٹیج پر پڑتی سپاٹ لائٹ کی روشنی میں اس کا وجود واضح نظر آرہا تھا۔ سفید خوبصورت عبائے کے ساتھ اس نے ہلکے گلابی رنگ کا حجاب چہرے کے گرد لپیٹا ہوا تھا۔ وہ ہمیشہ کی طرح آج بھی بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ لیے وہ آج ایک بار پھر سب کے سامنے موجود تھی۔ ہال میں ہر طرف خواتین بیٹھی تھیں۔ سٹیج کے علاوہ باقی پورے ہال میں مدھم سی روشنی تھی۔ اور اس مدھم روشنی میں ان کے تاثرات واضح ہورہے تھے۔ وہ سب خواتین خاموشی اور اشتیاق کے عالم میں بیٹھیں اس کے بولنے کے انتظار میں تھیں۔

"السلام علیکم !" اس کے سلام کی آواز پورے ہال میں گونجی تھی۔ خوبصورت میٹھی آواز سب کے کانوں میں رس گھول گئی۔

"وعلیکم السلام !" سب نے یک آواز میں اس کے سلام کا جواب دیا۔

"کیسے ہیں آپ سب؟" اس کے سوال پر سب نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ "ٹھیک ہیں" بولا تھا۔ جس پر اس نے طنزیہ آبرو اٹھا کر سر کو ہلکے سے اثبات میں ہلایا۔

"بڑی بات ہے اپنے حقوق کی ناقدری ہوتے دیکھ کر بھی ٹھیک ہیں آپ سب۔" اس کے کہنے پر ہال میں بیٹھی تمام عورتوں کے ماتھوں پر الجھن بھری لکیریں واضح ہوئی تھیں۔

"کیا کچھ غلط کہا میں نے؟" ان کی الجھن بھانپتے ہوئے پوچھا گیا۔

"کیا یہاں آنے کیلئے اپنے گھر کے مردوں کی منت نہیں کی آپ نے؟ کسی نے بھائی کی، کسی نے شوہر کی اور کسی نے بیٹے کی؟ کیا عورت کو ہمیشہ یوں ہی مرد کی اجازت درکار رہے گی؟ کیا اس کا خود پر، اپنی زندگی پر کوئی حق نہیں؟ وہ بولنے لگی تو فضا میں ایک طلسم سا پھیل گیا۔ ہال میں چلتی ہوا بھی رک کر

اسے سننے لگی۔ ہال میں موجود ہر نفوس اسی کی طرف کان لگائے بیٹھا تھا۔ جب وہ بولتی تھی تو لوگ یوں ہی خاموشی سے اسے سنا کرتے تھے۔ اس کے الفاظ فضاء میں یوں ہی ایک طلسم سا جاری کردیتے تھے۔

"خدا نے تو دونوں کو آزاد پیدا کیا ہے پھر کیوں ہر جگہ ہمیں مردوں کا محتاج بن کر رہنا پڑتا ہے؟ آخر کیوں؟ کیا یہ ہماری حق تلفی نہیں؟ کیا عورت کا خود پر کوئی حق نہیں؟" اس کے چہرے پر ہمدردی تھی، افسوس تھا۔ عورت کی حالتِ زار پر تاسف کا اظہار کیا جارہا تھا۔ الفاظ ایسے تھے کہ کچھ عورتیں بہت دلچسپی سے اسے سننے لگیں اور کچھ کے ماتھوں پر موجود الجھن بھری لکیریں مزید گہری ہوگئیں۔

"اگر میں مزید گہرائی میں جاؤں تو ہمیشہ عورت کو ہی کیوں مرد کیلئے قربانی دینی پڑتی ہے؟ آخر عورت ہی کیوں مرد کے ظلم کا نشانہ بنتی ہے؟ کبھی کوئی بیٹی اپنے

باپ بھائی کی عزت کی خاطر اپنے دل کو مار دیتی ہے تو کبھی کوئی بیوی اپنے شوہر کے ظلم برداشت کرتی ہے۔ کیا یہ عورت کی حق تلفی نہیں؟ کیا عورت یہ سب ڈیزرو کرتی ہے؟" غور سے اسے سنتی ہوا نے تاسف سے نفی میں سر ہلایا۔ ہال میں بیٹھی بہت سی خواتین نے بھی افسوس سے نفی میں سر ہلایا تھا۔ وہ چند لمحوں کے بعد ایک بار پھر کہنے لگی۔

"کہتے ہیں کہ عورت ہو گھر پر رہو۔ عورت ہو تو بچے سنبھالو۔ یہ نوکری تمہارا کام نہیں ہے تم تو عورت ہو تمہارا کام تو صرف کھانا بنانا ہے۔" اس کے چہرے پر طنزیہ سی مسکراہٹ رقصاں تھی۔

"عورت ہو ڈھنگ کے کپڑے پہنو۔ گھر سے باہر نکلو گی تو لوگ کیا کہیں گے۔ غیر مردوں کے سامنے ایسے کپڑوں میں جاؤ گی شرم آنی چاہیئے تمہیں۔ کیوں؟ آخر کیوں؟ یہ سب جملے عورت کو ہی کیوں سننے کو ملتے ہیں؟ بھئی میرا جسم

میری مرضی میں جیسے مرضی کپڑے پہنو۔ آخر یہ مرد اپنی نگاہیں نیچے کیوں نہیں رکھتے؟" اس کی آواز بلند ہوتی جارہی تھی۔ فضا میں پھیلا طلسم ابھی تک جاری تھا۔ ہوا ساکن سی اسے سنے گئی۔ جن عورتوں کے ماتھے پر الجھن بھری لکیریں تھیں وہ اب غصے میں تبدیل ہونے لگی تھیں جبکہ بعض عورتیں اس کی بات پر اثبات میں سر ہلا رہی تھیں۔

"بھئی عورت ہوں کوئی غلام نہیں جو گھر میں قید ہو کر رہوں، تمام لوگوں کیلئے کھانے پکاؤں، بچے پالوں۔ مرد یہ کام کیوں نہیں کرتے؟ خدا نے تو دونوں کو برابر بنایا ہے۔ تو برابری کا درجہ کیوں نہیں ملتا؟" وہ بہت سنجیدگی سے عورتوں کے حقوق کی بات کر رہی تھی۔

"آخر ہماری مائیں ہمیشہ ہم پر ہی پابندیاں کیوں لگاتی ہیں اپنے بیٹوں کو کیوں کچھ نہیں سکھاتیں؟ آخر کب تک ہماری حق تلفی ہوتی رہے گی؟"

جانتے ہو جب انسان کچھ بولتا ہے تو اس کی آواز اس کے کانوں میں گونجنے لگتی ہے۔ یہ آواز ہمارے کانوں سے ہوتی ہوئی دماغ تک جاتی ہے اور وہاں ہماری باتوں سے ریلیٹڈ ماضی کی یادیں ذہن میں ابھرنے لگتی ہیں۔ اس وقت اس کے ذہن میں بھی ماضی کی کچھ یادیں ابھرنے لگی تھیں۔ اگر تم اس کے ماضی میں جھانک کر دیکھو تو کچھ اس قسم کا منظر واضح ہوگا۔

ایک بڑا سا گراؤنڈ، اس کے چاروں طرف پھولوں کے گملے، ہری بھری گھاس پر فاصلے فاصلے سے ٹولیوں کی صورت بیٹھی بہت سی لڑکیاں۔ ایسے میں اس نے گراؤنڈ میں قدم رکھا تھا۔ حجاب کے حالے میں اس کا چہرا کھل رہا تھا۔ اس نے اردگرد نگاہ دوڑائی تو گراؤنڈ کے ایک کونے میں اسے پانچ لڑکیاں بیٹھی ہوئی دکھائی دیں۔ انہیں دیکھ کر چہرے پر مسکراہٹ رینگ آئی۔ وہ ان کی طرف بڑھی تھی۔

"ہیلو۔" اس نے باآواز بلند سب سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہائے ماہین کیسی ہو؟ بیٹھو۔" ان سب نے اسے جواب دیا اور ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ بیٹھا لیا۔

"یہ تم لوگ کیا کر رہے ہو؟ اتنے سارے چارٹس کیا کرو گے اس کا؟" اس نے ان کے سامنے پڑے ڈھیر سارے چارٹس کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"اصل میں آج عورتوں کے حقوق کیلئے ایک سٹرائیک کی گئی ہے۔ اس لیے ہم یہ چارٹس وغیرہ تیار کر رہے ہیں۔ چھٹی کے بعد ہم سب وہیں جائیں گے۔" ان میں سے لال چارٹ پکڑی لڑکی نے اسے تفصیل بتائی۔ ماہین کچھ دیر الجھن بھری نگاہوں سے اسے دیکھتی رہی۔ وہ لڑکی اب بلیک مارکر سے بڑی خوبصورتی کے ساتھ چارٹ پر لکیریں کھینچنے لگی تھی۔

NOVEL HUT

"عورتوں کے حقوق کیلئے سٹرائیک مطلب؟" بالآخر اس نے اپنی الجھن کو الفاظوں کی شکل دے ہی دی۔

"مطلب یہ کہ ہمارے معاشرے میں عورت کے ساتھ جو ناانصافیاں ہوتی ہیں ہم ان سب کے خلاف آواز اٹھائیں گے۔ ہم تمام عورتوں کو برابری کا حق دلوائیں گے۔" اس لڑکی نے اسے سمجھانا چاہا۔ اس کے لہجے میں ایک پختہ عزم جھلک رہا تھا۔

NOVEL HUT

"کیا تم لوگ عورت مارچ میں حصہ لے رہے ہو؟" ماہین نے جیسے بےیقینی سے پوچھا تھا۔ انیس سال کی لڑکی اچھے سے جانتی تھی کہ ہمارے معاشرے میں عورت مارچ میں حصہ لینے والی عورتوں کو کیسا سمجھا جاتا ہے۔ وہ لوگ اس یونیورسٹی میں نئے آئے تھے۔ ان کی دوستی کو چند دن ہی گزرے تھے۔ آج ماہین کلاس میں ان کا انتظار کرتی رہی مگر وہ لوگ نہیں آئے تو ماہین خود ہی

انہیں ڈھونڈتی ہوئی یہاں پہنچی تھی مگر یہاں آکر جو حقیقت اس پر آشکار ہوئی تھی اس پر اس کا بے یقین ہونا بنتا بھی تھا۔

"ہاں ہم سب وہی جا رہے ہیں۔ تم بھی چلو ہمارے ساتھ آخر تمہیں بھی اپنے حقوق کیلئے آواز اٹھانی چاہیئے۔" اس بار دوسری لڑکی بولی تھی۔

"نا بابا نا میں تو نہیں جانے والی۔ میرے گھر والوں کو پتا چلا تو وہ میری ٹانگیں توڑ دیں گے۔ میرے گھر میں عورت مارچ کو اچھا نہیں سمجھا جاتا۔" ماہین نے تو صاف انکار کر دیا۔ مگر اس کی آخری بات پر وہ سب اسے دیکھنے لگیں۔

"کیوں اچھا نہیں سمجھتے، ہاں۔ عورت اب اپنے حق کیلئے آواز بھی نہیں اٹھا سکتی۔ اور کیوں ٹانگیں توڑیں گے وہ تمہاری؟ انہیں کوئی حق نہیں ہے تم پر روک ٹوک کرنے کا۔ بیس سال کی ہو تم اپنا اچھا برا سب سمجھتی ہو۔" ان

NOVEL HUT

سب نے ہی اس پر جملوں کی برسات کردی تھی۔ ماہین تو خاموشی سے سر جھکا گئی۔

"مگر میں اپنے بابا کی مرضی کے بغیر کہیں نہیں جا سکتی اور ویسے بھی امی کہتی ہیں کہ عورت کو ہمیشہ ہر جگہ جانے سے پہلے مرد کی اجازت لینی چاہیئے۔" اس نے جھکے سر کے ساتھ کہا تو وہ سب اسے ہمدردی سے دیکھنے لگیں۔ ماہین کے لہجے میں بھی اداسی تھی۔

NOVEL HUT

پھر لال چارٹ پر کچھ لکھتی لڑکی نے مارکر وہیں گھاس پر رکھا اور ماہین کا چہرا ٹھوڑی سے پکڑ کر اوپر کیا۔

"تم جانتی ہو ہم اسی لیے یہ سٹرائیک کر رہے ہیں تاکہ تمہاری جیسی مظلوم لڑکیوں کو مردوں کی غلامی سے آزاد کروا سکیں۔ میں جانتی ہوں تمہیں کتنا برا لگتا ہوگا بات بات پر اپنے گھر کے مردوں کی منت کرنا۔ تھوڑی تھوڑی

چیزوں کیلئے ان کے سامنے ہاتھ پھیلانا۔ لگتا ہے نا برا؟" اس لڑکی نے لہجے میں اتنی ہمدردی سموئے پوچھا کہ وہ اثبات میں سر ہلا گئی۔ اس کے دل کی بات کہی جارہی تھی۔

"اور تم نے ہمیں بتایا تھا کہ تم کسی اور یونیورسٹی میں جانا چاہتی تھیں مگر تمہارے بھائی نے منع کردیا اور تمہیں اس یونیورسٹی میں داخل کروا دیا۔" اب کے کوئی اور لڑکی بولی تھی۔

"ہاں بھئی نے کہا کہ وہاں کا ماحول اچھا نہیں ہے اس لیے مجھے وہاں ایڈمیشن نہیں دلوائیں گے۔" دکھ، اس کے لہجے میں بےپناہ دکھ تھا۔ اس کے بھائی نے اس کا خواب توڑا تھا۔ اور وہ سب وہیں وار کررہی تھیں جہاں درد زیادہ ہو۔

"بس یہی تو۔ آخر وہ کون ہوتے ہیں تمہیں روکنے والے۔ بھائی ہیں تو اس کا مطلب یہ تو نہیں کے ہم ساری زندگی کیلئے ان کے غلام بن گئے ہیں۔ جیسا

NOVEL HUT

ہمارے باپ بھائی کہیں گے ویسا ہی کرنا ہے۔ جیسا وہ چاہیں گے ویسا ہی پہننا ہے۔ بھئی یہ ہماری زندگی ہے ہم اپنی مرضی سے گزاریں گے۔ اور مجھے لگتا ہے تمہیں بھی ہمارے ساتھ چلنا چاہیئے۔ ہماری سٹرائیک کامیاب رہی تو اس ملک کی ہر مظلوم عورت کو برابر کا حق مل جائے گا۔ پھر کسی کو مرد کی غلامی نہیں کرنی پڑے گی۔" اس لڑکی کے الفاظوں پر ماہین سوچ میں پڑ گئی۔ وہ ٹھیک ہی تو کہہ رہی تھی اسے اپنی زندگی اپنی مرضی سے گزارنے کا پورا حق تھا اور وہ اپنا حق لے کر رہے گی۔ اس کے کچے ذہن نے فیصلہ کر لیا تھا۔

"چلو گی نا ہمارے ساتھ۔ اس لڑکی کے پوچھنے پر وہ خیالوں سے باہر آئی۔

"ہاں، ہاں میں چلوں گی۔" اس نے مسکراتے ہوئے اپنے حق کی طرف پہلا قدم بڑھایا تھا۔

★★★★★★★

وہ اس وقت ان پانچوں لڑکیوں کے ساتھ اس سٹرائیک میں شمولیت کیلئے جارہی تھی۔ وہ سب اس وقت گاڑی میں بیٹھی تھیں۔ وہ پانچوں وقفے وقفے سے اس سے کچھ بات کر رہی تھیں مگر وہ خاموش سی صرف ہاں اور ناں میں ان کی باتوں کا جواب دے رہی تھی۔ دماغ پر عجیب سا بوجھ حاوی تھا۔ وہ اپنے گھر والوں سے ایکسٹرا کلاس کا بہانہ بنا کر عورت مارچ میں شرکت کرنے جارہی تھی۔ دل میں عجیب سا خوف تھا۔ اگر گھر والوں کو پتا چل گیا تو کیا بنے گا۔ وہ اپنی ہی سوچوں میں گم کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی۔ ٹریفک زیادہ ہونے کی وجہ سے ان کی گاڑی بیچ سڑک پر ہی رکی ہوئی تھی جب ایک منظر اس کی نظروں کے سامنے سے گزرا۔ جانتے ہو کیا تھا وہ منظر؟

سڑک کے دوسری طرف چھوٹی چھوٹی دکانوں کے سامنے ایک لڑکی بائیک کے پیچھے بیٹھی مسلسل غصے سے کچھ بول رہی تھی۔ اس کے آگے ایک لڑکا بیٹھا

NOVEL HUT

تھا۔ وہ لڑکا بھی اس سے بحث کر رہا تھا۔ وہ دونوں وہیں رکے ایک دوسرے سے لڑنے میں مصروف تھے۔ پھر وہ لڑکی غصے سے بائیک سے اتر گئی۔ تو وہ لڑکا بھی جلدی جلدی اتر کر اس کے پیچھے گیا اور اسے ڈانٹنے لگا تھا۔ وہ لڑکی بھی پورا مقابلہ کر رہی تھی۔ ان دونوں کی نوک جھونک سے وہ اندازہ لگا سکتی تھی کہ وہ دونوں بہن بھائی ہیں۔ اب وہ لڑکی منہ موڑ کر کھڑی ہو گئی تھی۔ وہ لڑکا گہری سانس بھر کر رہ گیا پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے بائیک کے پاس لانے کی بجائے ایک دکان میں داخل ہو گیا۔ ماہین کی نگاہیں وہیں جمی رہیں۔ کچھ دیر بعد وہ دونوں دکان سے نکلے تو اب کہ وہ لڑکی خوشی سے پھولے نہیں سما رہی تھی۔ وہ لڑکا ابھی بھی برے برے منہ بنا رہا تھا مگر اس کی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ اپنی بہن کی چھوٹی سی فرمائش پوری کر کے وہ بھی خوش تھا۔ ماہین کی آنکھیں نم ہونے لگیں۔ اسے یاد آنے لگا کہ کس طرح اس کا بھائی اس کی چھوٹی

چھوٹی خواہشات پوری کرتا ہے۔ باتیں سناتا ہے، تنگ کرتا ہے مگر صرف چڑانے کیلئے، کبھی کبھی ڈانٹ بھی دیتا ہے مگر پھر اس کی ضد کے سامنے ہار بھی مان لیتا ہے۔ بعض اوقات تو اس کی خاطر ماں باپ سے بھی ڈانٹ سن لیتا ہے۔ چاہے کتنی ہی نوک جھونک کیوں نا ہو لیکن آخر میں اس کیلئے دکان سے چیز بھی وہی لے کر آتا ہے۔ کیا وہ ڈیزرو کرتا ہے کہ اس کی بہن ساری دنیا کے سامنے اس کے خلاف کھڑی ہوجائے۔ اگر اسے پتا چلا تو اسے کتنی تکلیف ہوگی۔ دل کے بوجھ میں مزید اضافہ ہونے لگا۔

اس نے بڑی مشکلوں سے ان خیالات کو ذہن سے جھٹکنے کی کوشش کی۔ ٹریفک آہستہ آہستہ کم ہوئی تو ان کی گاڑی آگے بڑھنے لگی۔ کچھ دیر کی ڈرائیو کے بعد اب وہ لوگ اپنی منزل پر پہنچ چکے تھے۔ سو سے زیادہ لوگ اس وقت وہاں موجود تھے۔ سب نے الگ الگ رنگوں کے چارٹ ہاتھوں میں پکڑے ہوئے

تھے جن پر مختلف نعرے لکھے تھے۔ وہ لوگ راستہ کے بیچ و بیچ کھڑے پورے سڑک بلاک کیے ہوئے تھے۔ وہ سب بھی وہیں ان لوگوں میں شامل ہو گئیں۔ ایک لڑکی نے ماہین کی طرف بھی ایک چارٹ بڑھایا تو اس نے اسے فوراً تھام لیا۔ دماغ پر جو بھی بوجھ تھا اسے ایک طرف رکھ کر اب وہ اپنے حق کیلئے لڑنے کھڑی تھی۔ اس نے چارٹ کھول کر پکڑ لیا۔ اس چارٹ پر کچھ یہ الفاظ لکھے تھے۔

NOVELHUT

عورت کو مکمل برابری دو

مرد کی غلامی سے آزادی دو

سڑک پر ٹریفک جام ہونے لگی تھی۔ بہت سے لوگ اپنی گاڑیاں موڑ کر واپس جانے لگے تھے۔ ہر طرف گاڑیوں، موٹر سائیکلوں کے ہارن گونج رہے تھے اور ایسے میں وہ سب مختلف نعرے لگا رہے تھے۔ ماہین بھی ان کے ساتھ بھر

پور حصہ لے رہی تھی کہ اچانک اس کی نگاہ ایک اور منظر پر آکر رکی۔ وہ منظر ایسا تھا کہ چارٹ اس کی ہاتھوں سے چھوٹ کر گرگیا۔ جاننا چاہو گے کیا تھا وہ منظر؟

ایک باپ ٹوٹے ہوئے بوسیدہ حال جوتے پہنے اپنی ننھی سی شہزادی کا بیگ کندھے پر ڈالے اس اپنی گود میں اٹھائے فٹ پاتھ پر چل رہا تھا۔ اور جانتے ہو اس بچی کے پاؤں میں نئے چمچماتے جوتے تھے۔ وہ باپ خود سڑک پر بوسیدہ حال جوتوں میں چل رہا تھا مگر اس کی بیٹی شہزادیوں کی طرح اپنے باپ کی گود میں نئے یونیفارم اور جوتوں میں ملبوس تھی۔ یہ منظر ماہین کے ذہن میں نقش ہوگیا۔ دماغ پر ایک اور بوجھ حاوی ہوگیا تھا۔ اس کے بابا بھی تو اس کی ہر خواہش پوری کرتے تھے۔ عید پر چاہے خود ایک بھی سوٹ نہ بنوائیں مگر اس کے لیے ہر عید پر تین سے چار نئے سوٹ تیار ہوتے تھے۔ دل ودماغ پر حاوی

NOVEL HUT

وہ بوجھ حد سے سوا ہونے لگا تھا۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے تھے۔ اس نے الٹے قدم اٹھانے شروع کیے۔ وہ اپنے پیچھے موجود لڑکیوں سے ٹکرائی۔ انہوں نے غصے سے اسے کچھ کہا تھا مگر اس نے نہیں سنا اس کا دماغ سن ہونے کے قریب تھا۔ وہ مڑی اور وہاں سے تیز تیز قدم اُٹھاتی بھاگنے لگی۔ یہاں اس کا دم گھٹنے لگا تھا۔ اسے بس ادھر سے بھاگنا تھا۔ بیچ میں کون آرہا تھا کون نہیں۔ وہ کس سے ٹکرا رہی تھی۔ کتنی بار گرتے ہوئے بچی۔ اسے کچھ ہوش نہیں تھا وہ بس بھاگتی گئی اور ان لوگوں کے اس گروہ سے بہت دور پہنچ گئی۔ وہ ان لوگوں کو مڑ کر بھی نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔ آنسو مسلسل گالوں پر بہہ رہے تھے۔ اس نے ایک ٹیکسی رکوائی اور اپنے گھر کی طرف بڑھ گئی۔

★★★★★★★★★★

FROM NOVEL-HUT

If you are a writer and confused about where to publish

your novel , no worries . novel - hut is here.

to publish your contact us on instagram : novel_hut_ .

Enjoy reading !

NOVEL HUT

گھر میں قدم رکھتے ہی وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھی تھی۔ آنسو اب خشک ہو چکے تھے مگر گالوں پر ان کے نشانات ابھی باقی تھے۔ وہ اپنے کمرے میں بستر پر گرنے کے انداز میں بیٹھی اور سر ہاتھوں میں گرا لیا۔ تبھی ٹھاہ کی آواز سے دروازہ کھلا تھا۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔ اونچی لمبی سی ایک خاتون اندر داخل ہوئی تھیں۔ چہرے پر غصہ واضح دیکھا جا سکتا تھا۔

"امی۔" ماہین کے لبوں نے دھیرے سے انہیں پکارا تھا۔

"کہاں تھیں تم؟" عمارہ بیگم (ماہین کی والدہ) نے تیش کے عالم میں اس سوال پوچھا۔

"امی وہ ایکسٹرا۔۔۔ کلاس تھی نا وہیں تھی میں۔" اس نے اٹکتے ہوئے جواب دیا تھا۔ ذہن میں کہیں خطرے کی گھنٹی بج رہی تھی۔ اس کے کہنے کی دیر تھی

کہ ایک زوردار تھپڑ اس کے منہ پر نشان چھوڑ گیا۔ اس کا منہ لڑھک کر ایک طرف کو گرا تھا۔

"جھوٹ بولنا کب سے سیکھا تم نے ہاں؟" اس کی امی نے غصے سے چلاتے ہوئے پوچھا۔ ماہین گال پر ہاتھ رکھے خاموشی سے بیٹھی رہی۔ آنسو ایک بار پھر جاری ہو گئے تھے۔

"ماہین تم۔۔۔ تم وہاں اس عورت مارچ میں گئی تھیں۔ تم جانتی بھی ہو کیسی عورتیں ہوتی ہیں وہ؟ تم کب سے ہم سے چھپ کر ایسی جگہوں پر جانے لگیں۔" اس کی امی کے لہجے میں بے یقینی تھی۔ حیران تو ماہین بھی ہوئی تھی کہ انہیں خبر کیسے ہوئی۔ مگر پھر سنبھل کر ان سے کہنے لگی۔

"امی مجھے معاف کردیں مجھ سے غلطی ہو گئی۔ میں۔۔۔ میں دوبارہ ایسا کبھی کچھ نہیں کروں گی۔ مجھے معاف کردیں پلیز۔" ماہین نے آنسو بہاتے ہوئے ان سے اپنی غلطی کی معافی مانگی۔ اس کی آنکھوں میں ندامت واضح تھی۔

اس کی امی کچھ دیر اسے دیکھتی رہیں۔ پھر غصے سے مڑنے لگی تھیں کہ ماہین نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"امی پلیز۔۔۔ پلیز ایسا تو مت کریں مجھے معاف کردیں مجھ سے غلطی ہو گئی۔ مجھ سے ناراض مت ہوں۔" وہ ان کے ہاتھ پر اپنا سر ٹکا کر گڑگڑانے لگی تھی۔ وہ کچھ دیر تنے تاثرات سے اسے دیکھتی رہیں پھر آہستہ آہستہ ان کے تنے تاثرات نرم پڑ گئے۔ انہوں نے اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھ دیا۔ ماں کا شفقت بھرا لمس محسوس کرکے اس کے سسکیاں بھرتے وجود کو

NOVEL HUT

سکون ملا تھا۔ ماں تھیں بیٹی کو یوں روتا دیکھ وہ نرم پڑ گئیں۔ وہ اس کے ساتھ وہیں براجمان ہوگئیں۔ ماہین ان کے بازو سے لپٹ گئی۔

"تم وہاں کیوں گئی تھیں؟" انہوں نے اس سے سوال کیا۔ اب کی بار لہجہ نرم تھا۔ وہ جانتی تھیں ان کی بیٹی خود سے ایسا قدم کبھی نہیں اٹھائے گی اسی لیے اس سے پوچھنا ضروری سمجھا کہ آخر کیا چیز اسے وہاں لے گئی۔

"امی وہ۔۔۔ فروا وغیرہ انہوں نے کہا کہ مرد ہم عورتوں کو غلام بنا کر رکھتے ہیں۔ امی میں بس ان کی باتوں میں آگئی۔ امی مجھ سے غلطی ہوگئی آئندہ ایسا کبھی نہیں ہوگا۔" اس نے نادم ہوتے ہوئے انہیں بتایا تو وہ گہرا سانس بھر کر رہ گئیں۔

NOVEL HUT

"تمہیں کیا لگتا ہے کیا عورتیں واقعی غلام بن کر رہ رہی ہیں؟ کیا عورتوں کو واقعی برابری کے حقوق نہیں ملتے؟" انہوں نے سوال کیا تو وہ ہونٹ کاٹتی انہیں دیکھتی رہی۔ اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔

"جانتی ہو بیٹا یہ عورتیں برابری کی بات کرتی ہیں جبکہ اسلام نے تو انہیں اس دنیا کی ہر چیز سے زیادہ انمول بنایا ہے۔ اس دنیا کی ہر چیز سے بڑھ کر قابلِ قدر بنایا ہے۔ بیٹا یہ عورتیں تو کم عقل ہیں۔ انہیں اپنی اہمیت معلوم نہیں ہے۔ بے وقوف ہیں یہ عورتیں انہیں معلوم نہیں ہے کہ جسے وہ غلامی سمجھ رہی ہیں وہ تو بادشاہت ہے۔" عمارہ بیگم نے نرمی سے اپنے بازو سے لپٹا اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔

"جانتی ہو اس دنیا کا سب سے مشکل کام پیسہ کمانا ہوتا ہے اور ہمارے مذہب نے تو عورت کو اس مشکل کام سے بچایا ہے۔ ہمارے مذہب نے عورت پر

NOVEL HUT

معاش کی زمہ داری نہیں ڈالی۔ ہمارے دین نے عورت کو انمول سمجھ کر اسے اس دنیا کے جھنجھٹ اور مشکلات سے بچایا ہے۔ اور یہ بے وقوف عورتیں اپنے سکون کو غلامی سمجھ کر زندگی کے کٹھن راستوں پر چلنے کو تیار ہوگئی ہیں۔" عمارہ بیگم کے کہنے پر ماہین اثبات میں سر ہلا گئی۔

"ماہین تمہارے بابا تم سے بہت ناراض ہیں بیٹا۔ جاکر ان سے بات کرو۔" عمارہ بیگم نے اسے بتایا تو وہ گھبرا سی گئی۔

"بابا کو کیسے پتا چلا؟" اس نے جھجکتے ہوئے سوال کیا۔

"تمہارے بابا نے تمہیں وہاں دیکھا تھا آج۔ جاؤ جاکر ان سے بات کرو کافی ڈسٹرب ہیں وہ۔" عمارہ بیگم کے کہنے پر وہ پریشان سی اٹھ کر اپنے بابا کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

★★★★★★★★★

دروازہ کھول کر کمرے کے اندر داخل ہوئی تو اس کے بابا کھڑکی کے سامنے پڑے تھری سیٹر صوفے پر بیٹھے تھے۔ آنکھیں موندے تنے تاثرات کے ساتھ۔ وہ جانتی تھی وہ اس وقت بہت غصے میں ہیں مگر پھر بھی ہمت کر کے ان کے پاس آکر بیٹھ گئی۔

"ایم سوری بابا۔ مجھے وہاں ۔۔۔ نہیں جانا چاہیئے تھا۔" اس نے لہجے کو ہموار بنا کر کہنے کی کوشش کی مگر پھر بھی اٹک گئی۔

اس کے بابا نے آنکھیں موندے ہوئے ہی گہرا سانس بھرا تھا پھر آنکھیں کھول کر اس کی طرف دیکھا۔ ماہین کو لگا وہ اب کبھی سر نہیں اٹھا سکے گی۔ اس کے بابا کی آنکھوں میں نمی تھی۔ اس کی وجہ سے آج اس کے بابا تکلیف میں تھے۔ پھر وہ ہوا کہ اس کا دل کیا کہ زمین میں گڑ کر رہ جائے۔ اس کے بابا نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑے تھے۔

NOVEL HUT

"تم مجھے معاف کر دو بیٹا۔ اگر مجھ سے تمہاری کوئی حق تلفی ہو گئی ہے تو مجھے معاف کر دو۔ میں نے تو تمہیں ایک اچھی زندگی، ایک محفوظ زندگی دینی چاہیئے تھی۔ لیکن مجھے لگتا ہے میں ناکام ہو گیا ہوں۔" اس کے بابا اس کے سامنے ہاتھ جوڑے اس سے معافی مانگ رہے تھے وہ بھی اس بات پر جس میں ان کا کوئی قصور بھی نہیں تھا۔ یہ لمحہ اس کیلئے بہت بھاری تھا۔ اس نے بہت مشکل سے خود کو سنبھالا اور پھر فوراً ہی ان کے ہاتھ تھام لیے۔

"نہیں بابا۔۔۔ پلیز ایسا مت کہیں۔ آپ کی کوئی غلطی نہیں ہے۔ بابا غلطی تو مجھ سے ہوئی ہے۔ پلیز مجھے معاف کر دیں میں آئندہ ایسا کبھی نہیں کروں گی۔ ایم سوری بابا۔ پلیز معاف کر دیں مجھے۔" وہ ان کے ہاتھوں کو چومتے ہوئے ان پر سر ٹکائے اپنی غلطی پر معافی مانگنے لگی۔ کافی دیر وہ دونوں باپ بیٹی

NOVEL HUT

یوں ہی آنسو بہاتے رہے۔ ان آنسوؤں کے ساتھ غلط فہمیاں، درد و تکالیف اور بوجھ ہر چیز دل سے سرکتی چلی گئی۔

شام کو عمارہ بیگم نے ماہین کو اپنے پاس بلوا کر عورت کے حقیقی معنوں سے روشناس کروایا تھا۔ یہ بہت ضروری تھا۔ ان کی بیٹی غلط صحبت میں رہی تھی اسے درست راستے کی طرف لانا بہت ضروری تھا۔

عمارہ بیگم نے اسے سمجھایا تھا کہ عورت کو تو اسلام میں انمول سمجھا گیا ہے اسے بلندیوں تک پہنچنے کی پوری اجازت دی گئی ہے۔ اسے کسی کا بھی غلام نہیں بنایا گیا۔ وہ اسے سمجھاتی رہی تھیں اور وہ خاموشی سے ان کے کندھے پر سر ٹکائے انہیں سنتی رہی تھی۔

NOVEL HUT

اور آج اتنے سالوں بعد وہ لاتعداد عورتوں کو اسلام میں عورت کو دی گئی اہمیت سمجھانے کیلئے سٹیج پر کھڑی تھی۔ طلسم ابھی تک قائم تھا۔ ہوا ابھی تک ساکن کھڑی اسے سن رہی تھی۔

ماضی کی ان یادوں پر آنکھیں آج بھی نم ہوئی تھیں۔ دل و دماغ کے بوجھ کی وجہ سے سر اٹھانا مشکل ہو رہا تھا۔ زندگی کے کچھ پل ایسے ہوتے ہیں جنھیں سوچ کر ہی انسان نادم ہو جاتا ہے اور اس میں سے سب سے مشکل وہ لمحات ہوتے ہیں جن میں ہماری وجہ سے ہمارے والدین کا سر جھکا ہو۔ ان لمحات کو بھلانا مشکل ہوتا ہے۔ ماہین کیلئے بھی مشکل تھا مگر وہ خود کو کنٹرول کر گئی۔ اس نے ایک گیلی سی سانس اندر کھینچی اور پھر کہنا شروع کیا۔

"مگر کبھی آپ سب نے سوچا ہے کہ کیا واقعی عورت کی حق تلفی ہو رہی ہے؟ آپ دیکھیں ہم عورتیں گھر پر رہتی ہیں سارا دن سکون سے چار دیواری کی

NOVEL HUT

حفاظت میں ہوتی ہیں۔ مگر مرد وہ تو سارا دن خون پسینہ بہاتے ہیں تاکہ اپنے گھر کے افراد کو ایک سکون کی زندگی دے سکیں۔ وہ تو ہمارے سکون کیلئے کام کرتے ہیں۔ مجھے تو یہاں مرد زیادہ مظلوم لگ رہے ہیں۔" آخری بات پر وہ ہلکے سے ہنس دی تو ہال میں بیٹھی تمام عورتیں اس کے ساتھ ہلکا سا ہنسی تھیں۔

"آپ سب کو معلوم ہے میری والدہ نے مجھے ایک بار سمجھایا تھا کہ مرد تو سائباں ہوتا ہے۔ عورت کا محافظ ہوتا ہے۔ کیوں؟ آخر کیوں وہ ہمارا محافظ ہے؟ کیا کوئی جواب ہے آپ سب کے پاس۔" اس نے تمام ہال میں نظر دوڑاتے ہوئے جواب مانگا مگر سب خاموش رہے۔

"مرد کو عورت کا محافظ اور سائبان اس لیے بنایا ہے کیونکہ عورت اس دنیا میں سب سے بڑھ کر قیمتی اور انمول ہے۔ جو چیز جتنی قیمتی ہوتی ہے اسے اتنی ہی حفاظت میں رکھا جاتا ہے۔ اور آج کل کی یہ کم عقل اور بے وقوف عورتیں

NOVEL HUT

اپنے ہی سائبان اور محافظ کے خلاف مغلضات بکتی ہیں۔" اس کے الفاظوں پر طلسم کے زیر اثر تھمی ہوئی ہوا نے ہلکے سے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا تھا۔

"اب جب میں بات اپنے مذہب کی کر رہی ہوں تو ہمارے مذہب میں عورت کی قدر و قیمت اتنی ہے کہ میں اگر سارا دن بھی بیان کرتی رہوں تو الفاظ ختم نہ ہوں" میں اس سب کو مختصریوں بیان کرنا چاہوں گی کہ:

اے مسلم عورت!

تجھے تیرے مذہب نے بے انتہا اہمیت دی ہے

ماں کی صورت قدموں تلے جنت دی ہے

بیٹی کی صورت باپ کو رحمت دی ہے

بہن کی صورت بھائی کو ہمراز و دوست دی ہے

بیوی کی صورت شوہر کو دکھ سکھ کی ساتھی دی ہے

اے مسلم عورت !

تجھے تیرے مذہب نے بے انتہا اہمیت دی ہے

"اور جہاں تک بات ہے برابری کی، تو اس کا جواب یہ ہے کہ مرد و عورت کے بیچ برابری بنتی ہی نہیں۔ وہ دونوں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ ان کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت مختلف ہے۔ ان کی زمہ داریاں مختلف ہیں۔ ہر چیز ایک دوسرے سے الگ ہے تو ان کا آپس میں کیا مقابلہ۔ مرد و عورت ایک دوسرے کو مکمل کرتے ہیں۔ ایک کے بغیر دوسرے کا وجود دھندلا ہے۔" جو عورتیں غصے بھری نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھیں ان کے لبوں پر مسکراہٹ کھل آئی تھی۔ دل ہی دل میں ان سب نے اسے داد دی تھی۔ ماہین آفتاب نے ایک بار پھر انہیں حیران کردیا تھا۔ وہ ہمیشہ یوں ہی بنا کسی

NOVEL HUT

تمہید کے بات شروع کرتی تھی۔ عجیب طرح سے کی گئی باتیں آخر میں ایک سبق دے جاتی تھیں جیسے آج ہوا تھا۔

"اور اگر بات کریں قربانی کی تو وہ صرف عورتیں ہی نہیں دیتیں۔ یہ تصور غلط ہے۔ مرد بھی اپنے گھر کی عورتوں کیلئے قربانی دیتے ہیں۔ میرے والد اکثر عیدوں پر کپڑے نہیں بنواتے تھے اس لیے کہ میرے کپڑے بن سکیں۔ وہ میرے خاطر قربانی دیتے تھے۔ میرا بھائی اکثر اپنی یونیورسٹی سے لیٹ ہو جاتا تھا کیونکہ اسے مجھے وقت پر میرے کالج چھوڑنا ہوتا تھا۔ وہ میرے لیے قربانی دیتا تھا۔ ایسے میں اگر میری ہی حفاظت کیلئے وہ مجھ پر کوئی پابندی لگاتے ہیں تو مجھے واویلا مچانے کی بجائے انھیں سمجھنا چاہئیے۔ کیا میں غلط ہوں؟" آخر میں اس نے تمام عورتوں سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"آپ سب میں سے اگر کسی کو کوئی اعتراض ہے میری باتوں سے تو آپ لوگوں کو پورا حق ہے اعتراض کرنے کا اس لیے اگر آپ لوگ کوئی سوال اٹھانا چاہتے ہیں تو اجازت ہے۔" اس نے سوال و جواب کا سلسہ شروع کیا تو ایک ہاتھ کھڑا ہوا تھا۔

"السلام علیکم! مجھے ایک اعتراض ہے۔" اس لڑکی کے کہنے پر ماہین نے سر کے اشارے سے اسے آگے بولنے کا کہا۔

"آپ نے سنا ہوگا کہ کچھ دنوں پہلے ایک نومولود بچی کو اس کے باپ نے زندہ دفن کردیا تھا اور پھر بعد میں ایک فوجی نے اسے اڈاپٹ کرلیا۔ آپ نے کہا کہ مرد سائبان ہے تو اس باپ کا کیا وہ کیسا سائبان ہوا بھلا جو اپنی ہی بیٹی کو زندہ دفنا دے؟" اس لڑکی نے سوال مکمل کیا تو ماہین نے مسکراتے چہرے کے ساتھ مائیک درست کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

NOVEL HUT

"جواب آپ کی بات میں ہی ہے۔ آپ نے کہا کی ایک فوجی نے اسے گود لے لیا۔ یہی ۔۔۔میں اسی مرد کی بات کررہی ہوں۔ یہی مرد اصل سائبان ہے۔ دراصل یہی مرد اصل مرد ہے۔ جو شخص اپنی عورت کا محافظ نہیں بن سکتا وہ مرد ہی نہیں ہوتا۔ میرے خیال سے آپ کا اعتراض اب ختم ہوگیا ہوگا۔" وہ لڑکی واقعی مسکراتے چہرے سے سر اثبات میں ہلا گئی۔

" دیکھیں میں اگر کہہ رہی ہوں کہ ہمارے سائبان ہماری حفاظت کرتے ہیں تو میں ہمارے معزز مردوں کی بات کررہی ہوں۔ میں جانتی ہوں اس ہمارے ملک کے کچھ علاقے، قصبے اور دیہات ایسے ہیں جہاں واقعی عورتوں پر بے انتہا ظلم کیا جاتا ہے پر اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم سب اپنے گھر کے مردوں کے خلاف کھڑے ہوجائیں۔ ہمیں چاہئیے کہ ہم اپنے مردوں کی مدد لیں اور ان خواتین کو اصل ظالم مردوں سے بچائیں۔ کیونکہ ہمارے مذہب کا بھی یہی حکم

NOVEL HUT

ہے۔ ہمیں ظلم کے خلاف کھڑا ہونا ہے اپنے مذہب کے خلاف نہیں۔ آپ نے دیکھا ہوگا عورت مارچ میں کس طرح (میرا جسم، میری مرضی) کے نعرے لگائے جاتے ہیں۔" اس کے کہنے پر تمام خواتین ہلکے سے اثبات میں سر ہلا گئیں۔

" کیوں تمہاری مرضی۔ اگر یہ جسم تمہارا ہے تو کیا بنایا تو اس ذات نے ہے نا۔" اس نے شہادت کی انگلی سے اوپر کی طرف اشارہ کیا۔

"جب یہ جسم بنانے والا وہ ہے تو مرضی بھی اسی کی چلنی چاہئیے۔ اور اس نے تم پر پردہ فرض کیا ہے۔ آخر تمہیں سمجھ کیوں نہیں آتی کہ یہ پردہ تمہیں اس دنیا کی برائی سے بچانے کیلئے ہے۔ تم انمول ہو اور انمول شہ ہمیشہ ڈھانپ کر رکھی جاتی ہے تاکہ اس دنیا کی دھول اسے خراب نہ کردے۔" بات مکمل کرکے اس نے ایک گہری سانس لی تھی۔ چہرے پر سختی در آئی تھی۔

NOVEL HUT

"اور کسی کا کوئی سوال؟" اس نے ایک بار پھر پوچھا تو ایک اور ہاتھ کھڑا ہوا۔ ماہین نے اثبات میں سر ہلا کر اسے بولنے کی اجازت دی تو مائیک اس تک پہنچایا گیا۔ چہرے کی سختی اب زائل ہونے لگی تھی۔

"لیکن ہمارے مذہب میں عورت پر بہت زیادہ ہی پابندیاں لگائی گئیں ہیں جیسے کہ پردہ کرو، غیر مردوں سے بات مت کرو اور کچھ لوگ تو عورت کے نوکری کرنے کے بھی خلاف ہوتے ہیں۔ ایسے میں عورت کیا کرے؟ کیا عورت کو بلندیوں تک جانے کا کوئی حق نہیں؟" اس لڑکی نے سوال کیا تو باقی خواتین بھی دلچسپی سے ماہین کی طرف دیکھنے لگیں۔ انہیں اس کے جواب کا انتظار تھا۔ جبکہ ماہین کے چہرے پر ایک دھیمی سی مسکراہٹ آئی تھی۔ ذہن کے پردے پر ایک بار پھر کسی یاد نے جھلک دکھائی تھی۔ اس شام اس کی والدہ نے اسے اپنے پاس بلایا تھا تاکہ اس کے ذہن میں جو بھی سوالات ہیں انہیں سن کر

اسے درست راہ دکھا سکیں۔ تب ماہین نے بھی عمارہ بیگم سے ایسا ہی ایک سوال پوچھا تھا۔

"امی عورت کو بلندیوں تک جانے کا حق تو ہونا چاہئیے نا۔ ہمارے مذہب میں عورت پر اتنی پابندیاں ہیں کہ ہم معاشرے میں اپنا نام بنا ہی نہیں سکتے۔ آخر ہمیں بھی تو حق ہونا چاہیے نا کامیابیوں تک پہنچنے کا۔" ماہین نے ان کے سامنے بیٹھے دھیمی آواز میں پوچھا تھا۔

NOVEL HUT

"یہ پابندیاں نہیں ہوتیں بیٹے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کی بنائی گئی باؤنڈریز ہیں جو عورت کی حفاظت کرتی ہیں۔ اور تم نے بالکل ٹھیک کہا عورت کو بھی پورا حق ہے بلندیوں تک جانے کا۔ اسلام نے کبھی کسی عورت کو بلندیوں تک جانے سے نہیں روکا۔ تم اللہ کی بنائی گئی حدود میں رہ کر ہر کام کر سکتی ہو۔ اپنا ہر خواب پورا کر سکتی ہو۔" عمارہ بیگم کی کہی گئی سب باتیں اس کے ذہن میں گونجنے لگی

تھیں۔ پھر اس نے مسکراتے ہوئے اس لڑکی کو بھی اسی طرح سمجھانا شروع کیا جیسے اس کی والدہ نے اسے سمجھایا تھا۔

"کس نے کہا کہ ہمارے مذہب نے عورت کو بلندی تک جانے سے روکا ہے۔ اسلام نے تو عورت کو اصول دیے ہیں، باؤنڈریز دی ہیں تاکہ وہ آسانی سے کامیاب ہو سکے بنا گمراہ ہوئے۔ پردہ کرنا، غیر مردوں سے بلاوجہ بات نہ کرنا یہ سب پابندیاں نہیں ہیں۔ یہ حدود ہیں اور جو عورت ان حدود میں رہ کر کامیابی کی راہ پر چلتی ہے وہ کبھی ناکام نہیں ہوتی۔ اور یہ حدود صرف عورت کیلئے ہی نہیں بلکہ مردوں کیلئے بھی ہیں۔ انہیں بھی اپنی نظریں جھکانے اور غیر عورتوں سے بات کرنے سے روکا گیا ہے۔ اور جو لوگ عورت کے نوکری کرنے کے خلاف ہیں انہیں آپ کو اس بات پر قائل کرنا چاہیے کہ آپ خدا کی بنائی گئی حدود پار نہیں کریں گے۔ اور ویسے بھی آج کل تو ہر پروفیشن میں بہت سی پردہ

کرنے والی عورتیں کام کررہی ہیں۔ آپ ان کو ان عظیم عورتوں کی مثال دے کر قائل کریں۔ اس سب میں مسلہ ہمارے مذہب کا نہیں ہے مسلہ لوگوں کی سوچ کا ہے اور ہمیں اسے بدلنے کی ضرورت ہے۔ ہمارا مذہب تو بہت بیلنسڈ ہے ہر چیز بہت خوبصورتی سے بیلنسڈ کی گئی ہے۔ کسی کے ساتھ کوئی زیادتی کوئی کمی بیشی نہیں کی گئی۔ اس لیے ہمیں تنقید کرنے کی نہیں بلکہ اپنے مذہب کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ میرے خیال سے آپ کو آپ کا جواب مل گیا ہوگا۔" اس کے کہنے پر وہ لڑکی بھی مطمئن سی اثبات میں سر ہلا گئی۔

"کسی اور کا کوئی سوال؟" اس نے ایک بار پھر سب کو مخاطب کرکے پوچھا۔

اس بار کوئی ہاتھ نہیں اٹھا۔ کوئی سوال نہیں کیا گیا۔ سب لوگ مطمئن سے بیٹھے رہے تو وہ ان کا شکریہ ادا کرکے سٹیج سے اتر گئی۔ پورا ہال تالیوں کی آواز سے گونج اٹھا تھا۔ شروع سے قائم طلسم ٹوٹ سا گیا۔ ساکن ہوا اسے داد دیتی

ہوئی آگے بڑھ گئی۔ ماہین آفتاب نے آج ایک بار پھر سب کو اپنی باتوں سے اپنا گرویدہ کرلیا تھا۔ اب وہ تالیوں کے شور میں باہر کی طرف بڑھ رہی تھی۔مگر ہال سے نکلنے سے پہلے وہ اپنا چہرہ نقاب سے ڈھاپنا نہیں بھولی تھی۔ وہ ہال سے باہر راہداریوں میں آگے بڑھتی چلی گئی۔ ایک نئے سفر کی طرف ایک نئی منزل کی جانب، لوگوں کو ایک نیا باب پڑھانے۔یہی اس کی زندگی تھی۔ وہ عورت سچی مسلمان تھی تو اپنے آپ کو مذہب کی بنائی گئی حدود میں رہ کر کام کرنا جانتی تھی۔ وہ بہت سی مسلمان لڑکیوں کیلئے مثال تھی کہ کیسے مذہبی حدود میں رہتے ہوئے اپنے آپ کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنا ہے۔ کیونکہ ہمارے مذہب نے انسان کو ترقی کرنے سے نہیں روکا۔ ہمارے مذہب نے عورت کی حفاظت کیلئے کچھ حدود مقرر کی ہیں اور ان میں رہتے ہوئے آپ جو بھی کام کرتے ہو وہ آپ کو کامیابی کی راہ پر لے جاتا ہے۔

یہ بات ہر مسلمان عورت کیلئے ضروری ہونی چاہیے کہ اس کے رب کی رضا کس چیز میں ہے اور جب وہ اپنے رب کی رضا میں راضی ہو جاتی ہے تو اسے دونوں جہانوں کی بلندیاں مل جاتی ہیں۔

ختم شد

★★★★★★★★★★

حرفِ آخر:۔

NOVEL HUT

السلام علیکم!

اُمید ہے کہ آپ سب کو میرا لکھا گیا یہ افسانہ اچھا لگا ہوگا۔ دراصل میں نے یہ افسانہ اس طرح سے لکھا کہ مجھے ایک ایکٹیویٹی ملی تھی کہ عورت لفظ پر ایک تحریر لکھنی ہے۔ میں جب بھی کچھ لکھنے کا سوچتی ہوں تو سب سے پہلے یہی

خیال آتا ہے کہ میری تحریر سے لوگوں کو کیا فائدہ ہوگا؟ کیا سیکھنے کو ملے گا؟ پھر میں اسی حساب سے لکھنا شروع کرتی ہوں۔ بالکل اسی طرح جب مجھے تحریر لکھنے کو ملی تو میں نے سوچا کہ کچھ ایسا لکھنا چاہیے جس سے بلندی کے خواب دیکھنے والی عورتوں کی حوصلہ افزائی ہو سکے۔ ہمارے معاشرے میں عورت کو اسلام کے نام پر کامیابی کی راہ پر چلنے سے روکا جاتا ہے۔ بعض بچیوں کو تو تعلیم حاصل کرنے سے بھی روک دیا جاتا ہے۔ یہ ایک غلط تصور ہے۔ اور بہت سی عورتیں اس غلط تصور کی بنا پر اپنے مذہب کے خلاف ہی کھڑی ہو جاتی ہیں۔ جبکہ ہمارے مذہب نے کچھ حدود ضرور مقرر کی ہیں تاکہ عورت کی حفاظت کو یقینی بنایا جاسکے کیونکہ عورت انمول ہے۔ مگر عورت کو کامیاب ہونے سے روکا نہیں ہے۔ ہمارے مذہب کی حدود میں رہ کر بلندی تک جانا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ اور بس یہی میرے افسانے کا اصل مقصد ہے۔ امید

NOVEL HUT

ہے کہ آپ سب کو پسند آیا ہوگا اور اگر کوئی غلطی یا کمی بیشی ہو گئی ہو تو میں معذرت خواہ ہوں۔

فی امان اللہ

★★★★★★★★★★

NOVEL HUT

CONTACT THE AUTHOR

If you want to contact the author we will mention her

instagram link here .

Novel-hut at your service

JazakAllah

NOVEL HUT

writer's instagram :afifa Fatima